حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی

یزید کی موت کے بعد تمام علاقوں پر حضرت ابن زبیرؓ کی خلافت قائم ہوگئی تھی، بعدازاں مروان کی سازشیں

حجاج بن یوسف کے ہاتھوں حضرت ابن زبیرؓ کی شہادت

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 53 سائیڈ A 25-10-1985)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ زبیرؓ کے گھر میں رات کو چراغ جلتا دیکھا، اُس زمانے میں رات کو عام طور سے چراغ وغیرہ نہیں جلتے تھے، کوئی خاص بات ہوتو جلانے پڑتے تھے۔ اِرشاد فرمایا آپ ﷺ نے کہ عَائِشَۃُ مَا اُرٰی اَسْمَاءَ اِلَّا قَدْ نُفِسَتْ مجھے ایسے لگتا ہے کہ جیسے اَسماء کے یہاں وِلادت ہوئی ہے۔ حضرت اسماء حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اِن کا نکاح ہوا۔ مدینہ منورہ جب آئیں تو وِلادت ہونے والی تھی۔ آپ نے محسوس فرمایا کہ اِن کے کمرہ میں جس طرف یہ ہیں روشنی ہے، تو یہ اِرشاد فرمایا۔

حضرت زبیرؓ کے بیٹے کا آپ نے نام بھی رکھا اور تحنیک بھی فرمائی :

آپ ﷺ نے ایک بات یہ اِرشاد فرمائی کہ لَا تُسَمُّوْا حَتّٰی اُسَمِّیَہٗ اِن کا نام تم لوگ مت رکھنا، میں رکھوں گا نام اِن کا۔ اِس لڑکے کا نام آپ نے عبداللہ رکھا۔ وَحَنَّکَہٗ بِتَمْرَۃٍ بِیَدِہٖ [۱] آپ کے دستِ مبارک میں کھجور تھی، اُس کو چبا کر وہ اِن کے تالو میں رکھی، تو سب سے پہلے اِن کے پیٹ میں جو چیز پہنچی ہے اِس دُنیا میں آنے کے بعد وہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کا لعابِ دہنِ مبارک تھا۔ یہ بڑے ہو گئے تھے، سمجھدار ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی باتیں یاد تھیں کیونکہ یہ کم اَز کم نو سال کے تھے جب جنابِ آقائے نامدار ﷺ دُنیا سے رُخصت ہوئے۔ تو ایسے بچے کو تو بہت سی باتیں یاد رہتی ہیں۔ تو اِنہیں کافی چیزیں ایسی یاد تھیں۔ شمار صحابہ کرامؓ میں ہے اِن کا۔ اور بڑے سعادت مند صحابی ہیں اِس لحاظ سے کہ اِن کا نام بھی رسول اللہ ﷺ نے رکھا اور اپنے دہنِ مبارک میں چبا کر کھجور اِن کے تالو سے لگائی تو آپ ﷺ کا لعابِ دہن جو تھا وہ اِن کی سب سے پہلی غذاء بنی۔ یہ اِن کے فضائل میں شمار ہے۔

اِن کے والد حضرتِ زبیر رضی اللہ عنہ خود بڑے بہادر تھے۔ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جب یہ تین حضرات حضرتِ عائشہؓ، حضرتِ طلحہؓ، حضرت زبیرؓ نکلے، اور یہ لوگ پہنچے وہاں بصرہ کی طرف، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بعد میں پہنچے۔ قبضہ اِن حضرات کا تھا بصرہ پر۔ تو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مجھے آزمائش کا سامنا ہے ایسے لوگوں سے جن میں یہ صفات ہیں۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سب میں مقبول شخصیت ہیں۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ مطہرہ ہونے کے اعتبار سے سب تعظیم کرتے ہیں۔ حضرتِ طلحہ ؓ کو فرمایا کہ مقبول ترین شخصیت ہے، اِن میں سخاوت ہے اور چیزیں ہیں۔

حضرتِ زبیرؓ کے بارے میں فرمایا کہ یہ اَشْجَعُ النَّاسِ بہت بہادر ہیں۔ تو حالات ایسے بن گئے کہ مجھے اِن لوگوں سے سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ حضرت زبیرؓ جو عشرہ مبشرہ میں بھی ہیں جنابِ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کے لڑکے تھے لہٰذا عبداللہ بن زبیرؓ رسول اللہ ﷺ کے رشتے میں بھتیجے ہوئے۔ جیسے اِن کے والد بہادر تھے ویسے یہ بھی بہادر تھے۔

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۹

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کئی دن کا روزہ رکھا کرتے تھے :

اور اِن کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ بغیر کھائے پیئے کئی کئی دِن کا روزہ رکھ لیتے تھے، اِس کو کہتے ہیں صومِ وِصال۔ یہ خاصا مشکل کام ہے، چوبیس گھنٹے آدمی نہ کھائے نہ پیئے تو نڈھال ہوجاتا ہے چہ جائیکہ کئی کئی دِن۔ اور اِن کے حالات میں لکھا ہے یہ کہ یہ مدینہ منورہ سے سفر کرتے تھے مکہ مکرمہ تک، تو روزہ یہاں رکھتے تھے اور اِفطار مکہ پہنچ کر کرتے تھے۔ پھر روزہ وہاں رکھتے تھے تو افطار مدینہ شریف کرتے تھے، لیکن افطار میں احتیاط کرتے تھے یعنی بہت ہی نرم غذاء سیال غذا استعمال کرتے تھے۔ اب سفر میں تو اور بھی زیادہ مشکل ہے روزہ رکھنا۔ تو کوئی خاص قسم کی طاقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِن کو عطاء ہوئی تھی وہ خاندانی تھی یعنی والد اور بیٹے میں جیسے ہوتی ہے۔ والد کے بارے میں اِتنا نہیں ہے۔ اور یا یہ ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعابِ دہنِ مبارک کی برکت تھی۔

یہ عبداللہؓ کہتے ہیں کہ وہاں جب جمل میں لڑائی ہورہی تھی تو یہ مالکِ اَشتر جو تھا اِس سے اِن کا مقابلہ ہوا۔ خود کہتے ہیں کہ وہ بڑا زبردست آدمی تھا۔ کہتے ہیں کہ اُس نے میرا کوئی جوڑ نہیں چھوڑا جہاں اُس نے میرے ضربات نہیں پہنچائیں۔ اور اِنہوں نے پکڑ کر اِس کو اپنے سے ملا کے رکھ لیا، ایسے کس لیا اور کہتے رہے **اُقْتُلُوْنِیْ وَمَالِکًا** وہ ایک شعر جیسی عبارت بن گئی۔ مجھے بھی اور مالک کو بھی ماردو، دونوں کو ماردو۔ یعنی دونوں چمٹے ہوئے تھے، یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ ایک کو مارا جائے، تو کہتے تھے کہ مجھے اور اِسے دونوں کو ماردو۔ تو اِنہوں نے اشتر کی تعریف کی ہے کہ وہ بڑا اقوی آدمی ہے۔ اور وہ اشتر کہتا تھا کہ اگر تمہاری قرابت نہ ہوتی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو میں تمہیں جان سے ماردیتا، وہاں پھر یہ اَسیر ہوگئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے، حتّٰی کہ وہ دَور آیا کہ جب حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور یزید بیٹھا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی :

تو یزید کے بیٹھنے کے بعد پھر اِنہوں نے اُس سے بیعت نہیں کی اور یہ مکہ مکرمہ میں جاکر رہنے لگے۔ وہاں بیعت نہ کرنا کسی آدمی کا، بعض دفعہ ایسا اثر انداز ہوتا ہے دُوسروں پر کہ دُوسرے بھی اُس کی بات نہیں مانتے رُکے رہتے ہیں۔ تو گویا بعض اوقات ایک حکومت کے خلاف بغاوت جیسی شکل بن جاتی ہے۔ تو یزید نے جو لشکر بھیجا تھا اہل مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے حرہ کے واقعہ میں، تو وہاں سے فارغ ہونے کے بعد اُس

لشکر کو حکم تھا کہ وہ مکہ مکرمہ جائے اور وہاں بھی ایسے ہی کرے۔ تو وہ لشکر وہاں پہنچا۔

یزید پر اَدبار :

لیکن خدا کی قدرت کہ اُس نے جو حرمِ مدینہ منورہ کی بے حرمتی کی تھی اُس کا اَدبار اُس پر آیا اور وہ مر گیا۔ اُس کی موت سے پھر لشکر کا اِرادہ جو تھا وہ تبدیل ہو گیا اور یہ لوگ پھر واپس چلے آئے۔

حضرت ابن زبیرؓ اور اعلانِ خلافت :

حضرتِ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے پھر اعلان کیا کہ میں خلافت کا دعوے دار ہوں، میں ہوں خلیفہ اور پرچے لکھے، خطوط روانہ کیے جگہ جگہ، اور جہاں جہاں وہ خطوط پہنچے وہاں کے لوگوں نے اِن کی اطاعت قبول کرلی۔ جس صوبہ میں بھی پہنچے وہاں والوں نے اطاعت قبول کرلی۔ اب آج کل تو ایسے ہو رہا ہے کہ صوبے جتنے علاقے ملک بن گئے ہیں [1] اور اُس زمانے میں کئی کئی صوبوں کا ایک ایک ملک تھا۔ یمن ہوا، عراق ہوا، مصر تھا اور شام، یہ حصے جو تھے یہ خاص تھے۔ تو اِن سب حصوں نے اِن کی خلافت مان لی، شام میں بھی اِن کی حکومت ہوگئی بہت سہولت کے ساتھ بغیر خون ریزی کے، کیونکہ یزید کے اِس عمل اور اِس فعل کی وجہ سے بنواُمیہ کی عظمت ذہنوں میں نہ رہی، اِس لیے بھی لوگوں نے آسانی کے ساتھ ابنِ زبیرؓ کی اطاعت قبول کرلی۔

مروان کی ابن زبیرؓ کی خلافت کے خلاف سازشیں اور اُن کی شہادت :

پھر کئی سال بعد مروان نے اَز سرِ نو بنواُمیہ کو جمع کیا جو فلسطین میں ایک جگہ محصور ہو کر رہ گئے تھے۔ اور لشکر ترتیب دیا پھر آہستہ آہستہ چھوٹا علاقہ پھر اور علاقہ پھر پورا شام یہ اُس نے قبضے میں کرلیا۔ ابھی اِتنا ہی ہوا تھا کہ اُس کی موت کا وقت آگیا اور مر گیا یا مار دیا اُس کو یزید کی (سابقہ) بیوی نے، گلہ گھونٹ کر مار دیا یا تکیہ رکھ کر گلے پر اور بوجھ سے دبایا۔ اِس نے یزید کے بعد مروان سے شادی کرلی تھی۔

مروان کے بعد اُس کا بیٹا عبد الملک بہت ہی سمجھ دار، مدبر، بہت ہوشیار، یہ آیا، اِس کو مل گیا حجاج بن یوسف جیسا آدمی۔ پھر اُس نے اور آگے حکومت کا دائرہ بڑھایا حتّٰی کہ مکہ مکرمہ میں بھی لڑائی ہوئی اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہوئے۔

---

[1] مثلاً عرب کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں

ہجرت کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے بچے کی پیدائش :

تو حضرت ابن زبیر ؓ کی وِلادت کا چرچا زیادہ خاص طور پر اِس لیے بھی ہوا کہ مدینہ منورہ جب پہنچے ہیں تو لوگوں میں یہ چرچا ہوا کہ یہودیوں نے جادو کر دیا ہے اور کسی کی پیدائش نہیں ہو سکتی مسلمانوں میں۔ اور یہودیوں کے جادو کی وجہ سے پیدائش کا نہ ہونا بڑا تکلیف دہ معاملہ تھا کہ بچہ ہو اور ولادت نہ ہو سکے تو ماں بھی جائے گی اور بچہ بھی جائے گا۔ اور مسلمانوں کی نسل ہی نہ چلنے پائے گی، یہ پروپیگنڈہ تھا، یا کچھ اِس کی اصلیت بھی ہوگی، بہرحال یہودیوں میں جادوگری کرنا اُن کی بہت پرانی عادت چلی آئی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ پر جس نے جادو کیا وہ بھی یہودی تھا، تو یہ اِن کی پرانی عادت چلی آرہی ہے۔ جب یہ پیدا ہوئے تو صحابہ کرامؓ بڑے خوش ہوئے۔ تو یہ بات غلط نکلی یا اثر ہی نہیں ہوا خدا کی طرف سے۔

اِن کے فضائل اور ابن عمرؓ کی طرف سے تعریف :

یہاں اِن کی ولادت کا ذکر ہے اور اِس میں اِن کی فضیلت ہے کہ نام بھی رسول اللہ ﷺ نے رکھا اور سب سے پہلے اِن کے پیٹ میں رسول اللہ ﷺ کا لعابِ دہن مبارک گیا۔ بہت بڑے عبادت گزار تھے، تلاوت کرتے تھے۔ جب حجاج بن یوسف نے اِنہیں پھانسی پر لٹکا دیا، سولی پر لٹکا دیا اور لٹکا کر چھوڑ دی لاش وہاں، تو اُس جگہ سے عبداللہ بن عمرؓ گزرے کہنے لگے اَمَا کُنْتُ اَنْھَاکَ عَنْ ھٰذَا بڑے افسوس سے کہتے تھے، درد سے گویا کہتے تھے، میں تمہیں منع کرتا تھا اِس سے، منع کرتا تھا اِس سے، تین دفعہ کہا اَمَا کُنْتُ اَنْھَاکَ عَنْ ھٰذَا پھر وہ کہنے لگے کہ اللہ تمہیں جانتا ہے کہ کُنْتَ صَوَّامًا قَوَّامًا تَلَّاءً لِّلْقُرْآنِ تم بہت روزے رکھتے تھے، نماز پڑھتے تھے، بڑا لمبا قیام کرتے تھے نماز میں، اور تَلَّاءً لِّلْقُرْآنِ قرآنِ پاک کی تلاوت بہت کرتے تھے وغیرہ وغیرہ، تعریفی کلمات بہت کہے، ابن عمرؓ اُن دنوں مکہ مکرمہ میں گئے ہوئے تھے۔ اُن کا یہ کہنا تھا کہ وہاں پر موجود سب لوگوں پر اثر پڑا اِن کلمات کا۔ پھر حجاج بن یوسف نے اِن کی لاش جو سولی پر ٹنگوا رکھی تھی اُٹھانے کے لیے اُتروا دی۔

حجاج بن یوسف کی گستاخیاں اور حضرتِ اسماءؓ کی حاضر جوابی :

اِن کی والدۂ ماجدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے متعلق حکم دیا کہ اُنہیں میرے پاس گھسیٹتے ہوئے لاؤ،

اِنہوں نے جانے سے انکار کردیا تو سپاہیوں نے ہمت نہیں کی، جو اُس کے معتمد تھے خاص لوگ اُنہوں نے بھی ہمت نہیں کی۔ کہنے لگا میرے وہ جوتے لاؤ، اَرُوْنِیْ سِبْتِیَّۃَ وہ جوتے پہنے اُس نے اور گیا اُن کے پاس، وہاں جا کر کہنے لگے کہ دیکھا کیسا پایا آپ نے، میں نے کیسا اِس دُشمنِ خدا کے ساتھ سلوک کیا۔ اُن کو چڑاتا تھا گویا، یعنی اُن کے بیٹے کو کہتا ہے کہ اِس دشمنِ خدا کے ساتھ میں نے کیسا سلوک کیا۔ ماں سے کہہ رہا ہے بیٹے کے بارے میں، اُنہوں نے اِس کو بہت اچھا جواب دیا، کہا میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا تھا کہ بنوثقیف میں ایک کذاب ہوگا اور ایک مُبِیْرٌ [1] ہوگا خون بہانے والا۔ تو کذاب تو فلاں تھا اور مبیر خون بہانے والا تو خود ہے۔ یہ وہاں سے چلا آیا۔

حضرتِ اسماءؓ کی دُعاء :

اور اُن کی دُعاء یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ جب تک میرے بیٹے کی لاش دفن نہ ہوجائے مجھے زِندہ رکھ۔ اور چندروز زِندہ رہی ہیں، اُس کے بعد اِن کی مکہ مکرمہ ہی میں وفات ہوگئی۔

تو یہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی منقبت کی چیزیں ہیں، اُن کی فضیلت کا یہ باب ہے۔ تو اِن کی فضیلت یہ ہے کہ اَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے جو مسلمانوں کے یہاں بچہ پیدا ہوا ہے وہ یہ ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اِن کا نام رکھنا اور آپ کا لعابِ دہن اِن کے پیٹ میں جانا، یہ فضیلت کی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں ہمیں اِن اَکابر کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔

اختتامی دُعاء..........................

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص۵۵۲